از عدالتِ عظمیٰ

رویندر ترمبک چوتھمل

بنام

سٹیٹ آف مہاراشٹر ا

تاریخ فیصلہ: 23 فروری 1996

[جی این رے اور بی ایل ہنسریا، جسٹس صاحبان]

تعزیرات ہند، 1860: دفعہ 302-جہیز کا قتلِ عمد سب سے زیادہ شرمناک-آیا "نایاب ترین" قسم-انتہائی سزا موت-آیا قابلیت پر مبنی۔

تعزیرات ہند، 1860: دفعات 34/201: جہیز کا قتلِ عمد-ثبوت غائب کرنے کے لیے متوفی کا سر کاٹنے اور اس کے جسم کو نو ٹکڑوں میں کاٹنے کا گھناؤنا عمل-قید کی سزا-آیا لگاتار چلنا ہو۔

دفعات 316 اور 34/498A: جہیز کا قتلِ عمد-متوفی کے پیٹ میں بچے کی موت-قتل کرنا چاہے الگ سے ارادہ کیا گیا ہو-شوہر کا عورت پر ظلم-قتلِ عمد کے پیشِ نظر اہمیت۔

اپیل کنندہ نے اپنے والد کی مرضی کے خلاف متوفی سے شادی کی تھی۔ اسے ستایا گیا اور وہ صرف ایک دو دن اپنے شوہر کے ساتھ رہ سکتی تھی اور اپنے والدین کے پاس واپس لوٹ

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:00
I attest to the accuracy and integrity of this document

گئی۔ اپیل کنندہ اسے تقریباً آٹھ ماہ بعد بمبئی میں اپنے ساتھ رہنے کے لیے واپس لایا۔ یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہاں جہیز کی خاطر اس نے اپنے والد، ماں اور بہن کے ساتھ مل کر اس کا قتل کیا، اور ثبوت غائب کرنے کے لیے اس کا سر کاٹ کر اس کے جسم کو نو ٹکڑوں میں کاٹ دیا۔ متوفی کے رحم میں موجود بچہ بھی اس عمل میں مارا گیا۔ شریک ملزم اپیل کنندہ کے والد اور بہن کی مقدمے کی سماعت کے دوران موت ہو گئی۔

ٹرائل کورٹ نے اپیل کنندہ کو مردار اور رحم میں بچے کے قتلِ عمد کے جرم میں دفعہ 120B کے ساتھ پڑھے جانے والے تعزیرات ہند کی دفعات 302 کے تحت جرم کے لیے متوفی کی سزا سنائی؛ دفعہ 34/ 201 کے تحت 7 سال کے قید بامشقت؛ دفعہ 34/ 498A کے تحت 3 سال کے قید بامشقت اور دفعہ 34/ 304B کے تحت 7 سال کے قید بامشقت کی سزا سنائی۔ اس کی تمام بنیادی سزاؤں کو سزائے موت میں ضم کرنے کا حکم دیا گیا۔ اپیل کنندہ کی ماں کو بھی مختلف جرائم کا مجرم پایا گیا اور سزا سنائی گئی۔

عدالت عالیہ اس واضح نتیجے پر پہنچی کہ حالات واضح طور پر اپیل کنندہ کی اس منصوبے کو تیار کرنے، قتلِ عمد کا ارتکاب کرنے اور لاش کو ٹھکانے لگانے میں اس کے والد کے ساتھ فعال شرکت کو ثابت کرتے ہیں۔ اس نے متوفی کے قتلِ عمد کے لیے اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم کی تصدیق کی، لیکن رحم میں بچے کے قتلِ عمد کا سبب بننے کے لیے اس کی اثباتِ جُرم کو دفعہ 316 کے تحت تبدیل کر دیا۔ اس نے دفعات 34/ 201 اور 34/ 498A کے تحت اس کی اثباتِ جُرم کی بھی تصدیق کی۔ دفعہ 34/ 304B کے تحت اس کی اثباتِ جُرم کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ تاہم، اپیل کنندہ کی والدہ کو تمام الزامات سے بری کر دیا گیا۔

جزوی طور پر اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:00
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قرار دیا گیا کہ 1: متوفی کا قتلِ عمد بلاشبہ سب سے زیادہ شرمناک تھا۔ اس کا مقصد اپیل کنندہ کے لیے ایک اور لڑکی حاصل کرنا تھا جو والد کے لالچ کو پورا کرنے کے لیے جہیز حاصل کر سکے۔ جہیز سے ہونے والی اموات خون کو ابالنے والی ہوتی ہیں، کیونکہ انسانی خون خام اناج کو پورا کرنے کے لیے بہایا جاتا ہے، جسے لالچ کہا جاتا ہے، ایک لالچ جس کی کوئی حد نہیں ہے۔

2. تاہم، مقدمے کو اس زمرے میں نہیں رکھا جا سکتا جسے "نایاب ترین" قسم سمجھا جا سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جہیز کی موت کا تعلق اس قسم کے قتل سے ختم ہو گیا ہے۔ جہیز سے ہونے والی اموات کی بڑھتی ہوئی تعداد اس کو برداشت کرے گی۔ اس لیے سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

3. تاہم، قتل سے متعلق شواہد کے غائب ہونے کا سبب بننے کے لیے کیا کیا گیا ہے۔ جس ظالمانہ طریقے سے سر کاٹا گیا تھا اور لاش کو نو ٹکڑوں میں کاٹا گیا تھا، اسے دفعات 34 / 201 کے تحت اثباتِ جُرم کے لیے موزوں مقدمہ بناتا ہے۔ لہذا، اپیل کنندہ کو دی گئی 7 سال قید بامشقت کی سزا برقرار رہے گی۔ یہ سزا قانون کے مطابق عمر قید کے اپنے راستے پر چلنے کے بعد لگاتار چلے گی۔

4. چونکہ رحم میں بچے کے قتلِ عمد کا الگ سے ارادہ نہیں تھا اور متوفی کے قتلِ عمد کے پیش نظر ظلم کا جرم مفہوم اور اہمیت کا حامل نہیں رہا، اس لیے دفعات 316 اور 34 / 498A، اور 498A تعزیرات ہند کے تحت سزائیں شامل نہیں کی جائیں گی۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 252، سال 1996۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:00
I attest to the accuracy and integrity of this document

بمبئی عدالتِ عالیہ کے فیصلے اور حکم مورخہ 10/11/12/13/16.10.95، تصدیقی مقدمہ نمبر 2/95 اور فوجداری اپیل نمبر 245، سال 1995 سے۔

اپیل گزاروں کی طرف سے ایم جنار دھنن، آر ایس ہیگڑے اور پی پی سنگھ۔

جواب دہندگان کے لیے ایس ایم جادھو۔

عدالت کا فیصلہ ہنسریا، جسٹس کے ذریعے سنایا گیا

پھانسی دینا یا نہ دینا، اس اپیل میں طے کیا جانے والا بنیادی سوال ہے۔ وجیا کا قتلِ عمد بلاشبہ سب سے زیادہ بدنیتی پر مبنی تھا۔ اس کے باوجود، اگر قتلِ عمد "نایاب ترین" قسم کا ہو تو سزائے موت دی جا سکتی ہے۔ دیکھا جائے کہ کیا ایسا تھا۔

2. عدالت عالیہ کی طرف سے قائم کیے گئے حقائق، جن کا حوالہ ٹرائل کورٹ کی جانب سے سزائے موت سنائے جانے اور اپیلوں کو ترجیح دینے کے بعد دیا گیا تھا، یہ ہیں کہ وجیا نے 24 اپریل 1990 کو باضابطہ طور پر اپیل کنندہ سے شادی کر لی تھی۔ یہ اس کے والد ترمبک کی خواہشات کے خلاف تھا، جو اپنے بیٹے کی شادی کسی اور لڑکی سے کرانا چاہتے تھے اور اس شادی سے اچھے جہیز کی امید رکھتے تھے۔ وجیا اپنے والدین کے گھر واپس آنے سے پہلے اپنے شوہر کے ساتھ صرف چند دن رہ سکتی تھی، کیونکہ اسے محسوس ہوا کہ اپیل کنندہ کی بہن فریا تا مانے اس پر ظلم کیا ہے۔ اپنے والدین کے گھر واپس آنے پر، اس نے اپنے والد اشروبا کو ترمبک اور اپیل کنندہ کی طرف سے جہیز کے مطالبے کے بارے میں بتایا۔ مانگ 25,000 روپے کی تھی۔ تاہم، اشروبا، معمولی تنخواہ والا ملازم ہونے کے ناطے، صرف 5,000 روپے ادا کرنے پر راضی ہو سکتا تھا۔ مزید قبول شدہ مقدمہ یہ ہے کہ 2 دسمبر 1990 کو یا اس کے آس پاس، اپیل کنندہ وجیا کو

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:00
I attest to the accuracy and
integrity of this document

بمبئی لے گیا۔ 14 دسمبر 1990 کو ترمبک اور ان کی اہلیہ مدریکا بائی بمبئی آئے۔ ان سب کو شام کو تقریباً 9.15 بجے ایک ساتھ دیکھا گیا۔ اس کے بعد کسی نے وجیا کو زندہ نہیں دیکھا۔

3. وجیا کو اس وعدے کے ساتھ بمبئی لے جایا گیا تھا کہ اسے 3 جنوری 1991 کو اس کے والدین کے گھر زچگی کے لیے واپس بھیج دیا جائے گا، کیونکہ اس وقت اس کے پاس تقریباً 8 ماہ کا بچہ تھا۔ چونکہ وہ 3 جنوری کے 10-8 دن بعد بھی نہیں آئی تھیں، اس لیے اشروبا پریشان ہو گئی کہ اس کی بیٹی کو کیا ہوا ہے۔ اس نے اپنے دو بیٹوں کو بمبئی بھیجا جو اپنے دو دوستوں کے ساتھ 15 جنوری کو وہاں پہنچے۔ وجیا کے بارے میں اپیل کنندہ کی طرف سے پوچھ گچھ کیے جانے پر بتایا گیا کہ وہ صحت مند ہے۔ اس سے ملنے کی خواہش پر، اپیل کنندہ، جو اس وقت اندھیری کے سردار پٹیل انجینئرنگ کالج میں لیکچرر تھا، نے کہا کہ وہ انہیں شام 4 بجے کے قریب گھر لے جائے گا جب اس سے ملاقات کی جا سکے گی۔ اس کے بعد چاروں افراد جوہو بیچ کے لیے روانہ ہوئے اور جب شام 4 بجے کے قریب کالج واپس آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اپیل کنندہ پہلے ہی کوئی پیغام چھوڑے بغیر چلا گیا تھا۔ رہائشی پتے کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے کے بعد، وہ اس جگہ پر پہنچے جہاں انہیں بتایا گیا کہ اپیل کنندہ اور اس کے والد بیگ اور سامان لے کر چلے گئے ہیں۔ وجیا کے بارے میں پڑوسیوں نے بتایا کہ اسے زچگی کے لیے اس کے والدین کے گھر بھیج دیا گیا ہے۔ یہ سن کر لڑکے چونک گئے اور انہیں کسی گڑبڑ کا شبہ ہوا۔ واپس اورنگ آباد (جہاں والدین رہتے تھے) آکر، انہوں نے اشروبا کو بمبئی میں پیش آنے والے واقعے کی اطلاع دی۔ مزید تحقیقات کی گئیں تو وہی کہانی سامنے آئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:00
I attest to the accuracy and
integrity of this document

4. اس کی وجہ سے اشروبا نے 24 جنوری کو بوریولی پولیس اسٹیشن میں شکایت درج کروائی۔ پولیس نے ترمبک کو گرفتار کر لیا جس نے وہ جگہ دکھانے پر آمادگی ظاہر کی جہاں وجیاکے قتل کے بعد اس کا سر پھینک دیا گیا تھا۔ سر گورائی کریک کے قریب جھاڑی میں پایا گیا۔ سر کی شناخت وجیا کے گھونگھرالی بالوں اور پیش کردہ دانتوں کی عجیب نوعیت کی وجہ سے ہوئی تھی۔ ترمبک نے پولیس کو مزید بتایا کہ وجیا کی لاش کو نو ٹکڑوں میں کاٹ کر دو سوٹ کیسوں میں رکھا گیا تھا جنہیں نالے میں پھینک دیا گیا تھا۔ ترمبک اس جگہ پر پولیس لے گیا لیکن سوٹ کیس نہیں مل سکے۔ اپیل کنندہ نے پوچھ گچھ کے بعد ایک بیان دیا کہ وہ استرا اور کچھ دیگر اشیا کی طرف اشارہ کرے گا جو گورائی کریک پر پھینکی گئی تھیں۔ جب پولیس کو اس جگہ لے جایا گیا تو دو چاقو اور ایک استرا برآمد ہوا۔ بالآخر، کٹے ہوئے جسم کے نو ٹکڑے دو تھیلوں میں پائے گئے جو بوریولی میں ایک لوکل ٹرین میں رکھے گئے تھے جو چرچ گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ریلوے پولیس نے دونوں تھیلوں کو اپنی تحویل میں لیا اور لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا گیا۔

5. تفتیش مکمل ہونے کے بعد، اپیل گزار، اس کے والد ترمبک، اس کی ماں مدریکا بائی اور اس کی بہن پریاتما کے خلاف فردِ قرار داد جرم دائر کی گئی۔ مقدمے کی سماعت کے دوران، باپ اور بہن کی موت ہو گئی؛ اور اس لیے، صرف اپیل کنندہ اور اس کی ماں نے اس کا مکمل سامنا کیا۔ سابقہ کو وجیا اور رحم میں بچے کے قتلِ عمد کا ارتکاب کرنے کے لیے تعزیرات ہند کی دفعہ 120B کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت مجرم قرار دیا گیا تھا۔ دفعہ 302 اور 120B کے تحت جرم کے لئے سزائے موت سنائی گئی: دفعہ 201/34 کے تحت جرم کے لئے سات سال قید بامشقت کی سزا۔ 34/498A کے جرم میں تین سال قید بامشقت اور 500/- روپے جرمانے کی سزا؛ اور 34/304B جرم کے لئے سات سال قید بامشقت کی سزا دی جائے گی - یہ قانون کے تحت مقرر کردہ کم از کم سزا ہے۔ چونکہ اپیل کنندہ کو سزائے موت سنائی گئی تھی، اس

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:00
I attest to the accuracy and
integrity of this document

لیے ٹرائل کورٹ نے کہا کہ اس کی تمام بنیادی سزائیں اس سزا میں ضم ہو جائیں گی۔ مدریکا بائی (ماں) کو بھی کچھ دفعات کے تحت مجرم پایا گیا اور اسے مختلف سزائیں سنائی گئیں۔

6. مجرموں کی طرف سے اپیل کو ترجیح دینے اور اثباتِ جُرم میں موت کی تصدیق کے لیے ایڈیشنل سیشن جج کی طرف سے حوالہ دیے جانے پر، تمام مقدمات کی ایک ساتھ سماعت ہوئی اور متنازعہ فیصلے سے عدالت عالیہ نے مدریکا بائی کو تمام الزامات سے بری کر دیا، لیکن وجیا کے قتلِ عمد کے لیے اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم کی تصدیق کر دی۔ جہاں تک رحم میں بچے کے قتلِ عمد کا سبب بننے کے جرم کا تعلق ہے، اثباتِ جُرم کو دفعہ 316 میں تبدیل کر دیا گیا ہے، جس کے لیے اثباتِ جُرم دس سال قید بامشقت ہے۔ عدالت عالیہ نے دفعات 34/201 اور 34/498A اور اثباتِ جُرموں کے تحت اثباتِ جُرم کی بھی تصدیق کی ہے۔ تاہم دفعہ 34/304B کے تحت اثباتِ جُرم کو کالعدم قرار دے دیا گیا ہے۔

7. یہ اپیل صرف سزا کے سوال پر قبول کی گئی ہے، ہم نے اس کے بارے میں فریقین کے فاضل وکیل کو سنا ہے۔ اپیل کنندہ کی طرف سے پیش سینئر ایڈوکیٹ شری جنارد ھنن نے دلیل دی ہے کہ موجودہ سزائے موت کا معاملہ نہیں تھا کیونکہ یہ ترمبک ہی تھا جس نے تمام اعمال کیے تھے اور اپیل کنندہ کا واقعی کوئی کردار نہیں تھا، کیونکہ اس نے وجیا سے محبت کی وجہ سے شادی کی تھی اور وہ اس سے محبت کرتا رہا۔ جہاں تک وجیا کو بمبئی لانے کے استغاثہ کے مقدمے کا تعلق ہے، اس پر زور دیا جاتا ہے کہ یہ وجیا کی درخواست پر کیا گیا تھا اور اپیل کنندہ کو اس بات کا کوئی اندازہ نہیں تھا کہ اس کے والد کے ذہن میں کیا چل رہا تھا۔

8. ہم دونوں نچلی عدالتوں کے نتائج کے پیش نظر مذکورہ بالا کو بالکل بھی قبول نہیں کر سکتے کہ اپیل کنندہ نے اپنے والد کے ساتھ ہاتھ ملایا تھا، جن دونوں نے ایک منصوبہ بنایا تھا اور وجیا کا

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:00
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قتل کیا تھا اور یہ بھی سوچا تھا کہ لاش کو کس طرح ٹھکانے لگایا جائے۔ ریکارڈ پر ایسے مواد موجود ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وجیا کو بمبئی لایا گیا تھا، شوہر کی محبت ظاہر کرنے کے لیے نہیں، بلکہ اسے اس کے سسر کے ظالمانہ ہاتھوں قتل کروانے کے لیے۔ عدالت عالیہ، شواہد کو نوٹ کرنے کے بعد، واضح نتیجے پر پہنچی ہے کہ حالات واضح طور پر اپیل کنندہ کی ابتدا سے آخر تک اپنے والد کے ساتھ فعال شرکت کو ثابت کرتے ہیں۔

9. یہ قتل نہایت سنگین نوعیت کا تھا، جیسا کہ ہم نے ابتدائی پیرائے میں اشارہ کیا۔ اس کا مقصد اپیل کنندہ کے لیے ایک اور لڑکی حاصل کرنا تھا جو والد کے لالچ کو پورا کرنے کے لیے جہیز حاصل کر سکے۔ جہیز کے سبب ہونے والی اموات خون کھول دینے والی ہوتی ہیں، کیونکہ انسانی خون محض بے لگام لالچ اور عریاں لالچ کی تسکین کے لیے بہایا جاتا ہے؛ ایک ایسی لالچ جس کی کوئی حد نہیں۔ بہر حال، سوال یہ ہے کہ کیا موجودہ معاملے میں انتہائی سزا قابل قدر تھی؟

10. ہم نے اس سوال پر غور و فکر کیا ہے اور ہم اس مقدمے کو اس زمرے میں نہیں ڈال سکے ہیں جسے "نایاب ترین" قسم سمجھا جا سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جہیز کی موت کا تعلق اس قسم کے قتل سے ختم ہو گیا ہے۔ جہیز سے ہونے والی اموات کی بڑھتی ہوئی تعداد اس کو برداشت کرے گی۔ بڑھتے ہوئے گراف کو روکنے کے لیے، ہم نے، ایک موقع پر، سزا کو برقرار رکھنے کے بارے میں سوچا؛ لیکن ہم سزائے موت کے روک تھام کے اثر کے بارے میں شک کا اظہار کرتے ہیں۔ اس لیے ہم سزائے موت کو برقرار رکھنے سے اپنے آپ کو روکتے ہیں، بہت سوچا کہ ہم اپنے سامنے اپیل کنندہ جیسے قابل نفرت کردار کا خاتمہ چاہتے۔ اس لیے ہم سزائے موت کو عمر قید کے قید بامشقت میں تبدیل کرتے ہیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:00
I attest to the accuracy and integrity of this document

11. لیکن پھر، یہ ایک مناسب مقدمہ ہے، ہمارے مطابق، جہاں دفعہ 201/34 کے تحت جرم کے لیے دی گئی سزا، جو کہ موجودہ قسم کے معاملے کے لیے زیادہ سے زیادہ سات سال قید بامشقت ہے، کو برقرار رکھا جانا چاہیے، اس بات کے پیش نظر کہ قتل سے متعلق شواہد کو غائب کرنے کے لیے کیا گیا تھا-اس ظالمانہ طریقے سے جس میں سر کاٹا گیا تھا اور لاش کو نو ٹکڑوں میں کاٹ دیا گیا تھا۔ یہ زیادہ سے زیادہ سزا کے لیے روتے ہیں۔ صرف یہی نہیں، سزا کو لگاتار چلنا پڑتا ہے، اور بیک وقت نہیں، جس کے لیے لاش کے غائب ہونے کا سبب بننے کے لیے اپنائے گئے نفرت انگیز، باغیانہ اور خوفناک آلے سے ہماری سخت ناپسندیدگی ہے۔ تاہم، ان جملوں میں، ہم دفعات 316 اور 34/498A کے تحت جرائم کے لیے سزا پانے والوں کو شامل نہیں کرنا چاہتے، کیونکہ رحم میں بچے کا قتلِ عمد الگ سے ارادہ نہیں تھا، اور 498A جرم وجیا کے قتلِ عمد کے پیش نظر اہمیت اور اہمیت کا حامل نہیں ہے۔

12. نتیجہ یہ ہے کہ اپیل اس حد تک قابل قبول ہے کہ سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا جائے۔ لیکن پھر، تعزیرات ہند کی کی دفعات کے تحت جرم کے لیے سات سال قید با مشقت کی سزا قانون کے مطابق عمر قید کے بعد چلنا شروع ہو جائے گی۔

جزوی طور پر اپیل منظور کی جاتی ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:00
I attest to the accuracy and integrity of this document